

اقبال کے آفاقی نظریے: قومیت، وطنیت اور مرد مومن

Iqbal's Universal Ideologies: Nationhood, Patriotism and Mard-e-Momin

[Dr. Muhammad Amir Iqbal](#)

amir.iqbal@uskt.edu.pk

Assistant Professor, Urdu Department, University of Sialkot, Sialkot, Pakistan

[Ubaida Tasneem](#)

amir.iqbal@uskt.edu.pk

SSS, GGHSS, Bagh, Jhang, Pakistan

KEYWORDS

Thought of Iqbal
Nationalism
Patriotism
Mard-e-Momin
Idolatry
patriotism

DATES

Received 21-08-2023
Accepted 05-09-2023
Published 30-12-2023

QR CODE



ABSTRACT

By studying the thought of Iqbal, our understanding and perception are developed. Any aspect of our education cannot reach completion without benefiting from the thought of Iqbal. In Iqbal's poetry and prose, the important points regarding nationality, patriotism and Mard-e-Momin are sacred for us. Below are the relevant lines under these headings. Iqbal did not like the concept of nationality which becomes the killer of human existence. The political concept of nationalism is terrible. According to Iqbal, the philosophy of patriotism was also the most deadly and dangerous, and according to him, this philosophy was harmful to unity. Iqbal has also mentioned very important things with reference to Mard-e-Momin. In Iqbal's thought, this role is very meaningful. In this article, lines have been penned under the above topics. Authoritative references are provided. Its study will broaden the scope of Iqbal's thought and lead to the creation of new topics for research and criticism.

DOI:

<http://journals.mehkaa.com/index.php/negotiations/article/view/73>

تلخیص:

فکرِ اقبال کے مطالعہ سے ہمارے فہم و ادراک کی نشوونما ہوتی ہے۔ ہماری فراست کا کوئی بھی پہلو فکرِ اقبال سے فیض پائے بنا پایہ تکمیل تک نہیں پہنچ سکتا۔ اقبال کی نظم و نثر میں قومیت، وطنیت اور مرد

مومن کے حوالہ سے اہم نکات ہمارے لیے قابلِ تقدیس ہیں۔ ذیل میں ان عنوانات کے تحت مدلل سطور قلم بند کی گئی ہیں۔ اقبال قومیت کے اس تصور کو ہرگز پسند نہ کرتے تھے جو انسان کے وجود کا قاتل بن جائے۔ قومیت کا سیاسی تصور بہت ہی بھیانک ہے۔ اقبال کے نزدیک فلسفہ و طغیت بھی سب سے زیادہ مہلک اور خطرناک تھا اور ان کے نزدیک یہ فلسفہ اتحاد و اتفاق کو نقصان پہنچاتا تھا۔ اقبال وطن سے آفاق کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ اقبال نے مردِ مومن کے حوالے سے بھی بہت اہم باتیں بیان کی ہیں۔ زندگی پر اپنی گرفت مضبوط کرنے کی صفت اگر کسی کے پاس ہے تو وہ مردِ مومن ہی ہے۔ فکرِ اقبال میں یہ کردار بہت ہی معنی خیز اور جاندار حیثیت رکھتا ہے۔ اس مضمون میں درج بالا موضوعات کے تحت سطور قلم بند کی گئی ہیں۔ مستند حوالہ جات پیش کیے گئے ہیں۔ اس کا مطالعہ فکرِ اقبال کا دامن کشادہ کرے گا اور تحقیق و تنقید کے لیے نئے موضوعات کی تخلیق کا باعث بنے گا۔

قومیت

سیاسی نظام اگر دین کا تابع ہو تو اس کی مدد سے قوم و ملت کو ترقی کی بہترین راہوں پر استوار کیا جاسکتا ہے۔ اگر ہم اس نظام کو شتر بے مہار کی طرح چھوڑ دیں تو انسانی تباہی ہوگی۔ قوموں میں اتحاد و یگانگت کا جذبہ دم توڑ جائے گا۔ گروہ بندی جیسا مہلک مرض و باکی طرح پھیلے گا۔ لادینیت عام ہو جائے گی۔ ایسی حالت میں دشمنیاں جنم لیتی ہیں۔ بعض اوقات قتل و غارت کا باعث بنتی ہے۔ قیمتی جانوں کا ضیاع ہوتا ہے۔ اقبال کی فراست نے قومیت کے اس پہلو کو جانچ لیا تھا۔ مغرب نے قوموں کی شکست و ریخت کے لیے تیر بہ ہدف جان کر دیگر اقوام کے لیے بربادی کا نیا سامان تیار کیا۔

اقبال مغرب کی اس چال کو سمجھ گئے۔ اس کے اندروں تاریک تر ہونے کی صورت اس دانائے راز کی بصیرت پہلے ہی جان چکی تھی۔ آپ نے اسلامی ملت کے تصورات کو سدھارا۔ اپنے کثیر مطالعہ کے نتائج سے قومیت کے اسلامی شعائر پر روشنی ڈالی تاکہ اس یلغار کے مغربی نکات کو اسلامی صورت عطا کی جاسکے۔ اقبال قوم میں بھی وہی خوبیاں دیکھتے تھے جو ملت میں ہوتی ہیں مگر ان کے نتائج خالصتاً اسلامی ہوتے ہیں۔ شاعرِ مشرق نے رنگ و نسل کی بنیاد پر قائم کردہ ملت میں بہت خطرناک نتائج کو بھانپ لیا۔ اسی طرح زبان ہو یا نسل، اسے بنیاد بنا کر اگر قومیں یا ملتیں تخلیق پانے لگیں تو ہم کبھی بھی مجموعی اتحاد و اتفاق کی صورت نہ دیکھ سکیں گے۔ پروفیسر عبدالحق کہتے ہیں:

"اقبال نے انسان کش قومیت کی مخالفت کی ہے جس کی حیثیت علاقائی، جغرافیائی اور سیاسی ہے۔ وہ قومیت کو پیدائش کے دو گز زمین میں محدود نہیں رکھنا چاہتے بلکہ ساری دنیا کو ایک قومیت اور تمام بنی نوع انسان کو ایک قوم گردانتے ہیں" (1)

تمام بنی نوع انسان کے لیے اقبال اتحاد و یگانگت کا پیغام رکھتے ہیں اس لیے اقبال نے مغربی تصور قومیت کے بدلے اس کے اسلامی تصور کو سامنے لائے جس کے عناصر فکر اقبال میں عیاں ہیں۔ اقبال کے ذہن میں اس کی جو صورت تھی اس میں سروری صرف ذات بے ہمتا کو حاصل ہے۔ ملت کے وہ افراد خاتم النبیین پر پختہ یقین رکھتے ہوں۔ وہ دین اور ایمان کی دولت سے مالا مال ہوں۔ یہ فکر اقبال کے اخوت اور بھائی چارے کے پیغام کا اہم ترین پہلو ہے۔ اس کی بدولت اتحاد و اتفاق کی دولت نصیب ہوتی ہے۔ فکر اقبال میں اسلام کو ہی قومیت کی بنیاد قرار دیا جاتا ہے اور اس کے نکات واضح طور پر فکر اقبال کے گوشوں میں نظر آتے ہیں۔ اقبال ہندوستان سے تعلق رکھتے تھے۔ اُن کا وطن ہندوستان تھا۔ وطن سے محبت قدرتی بات ہے مگر وطن پرستی نہیں ہونی چاہیے کیونکہ اقبال کے نزدیک وطن پرستی ایک طرح کی بت پرستی ہے۔ اور پھر قومیت کا سیاسی تصور بہت ہی بھیانک ہے۔ اقبالیات کے ماہرین کا نقطہ نظر یہ ہے:

"اقبال قومیت کا ایک انفرادی نقطہ نظر رکھتے ہیں جس کی غلط تعبیر سے ہماری نسلوں کو انسانی روح تہذیب کی افہام و تفہیم سے محروم کیا گیا۔ ارباب اقتدار کے ساتھ علم و دانش اور غیرت و ایمان کے محافظ بھی اتنے ہی ذمہ دار ہیں۔ میں ایک طالب علم کی حیثیت سے جانتا ہوں کہ ذہنی سفر کے کسی دور میں بھی اقبال حب الوطنی یا رخص ہند کی محبت سے بیگانہ نہیں رہے ان کے افکار میں وطن سے محبت ایک فطری جذبہ ہے مگر جب وطنیت کا تصور سیاسی فکر بن کر انسانی ہیئت اجتماعیہ کو پارہ پارہ کرتا ہے تو اقبال کی روح احتجاج کرتی ہے۔ ان کا نظریہ قومیت اور آفاقیات میں کسی طرح کا بُعد نہیں" (2)

اقبال کے اس نظریہ قومیت کو مفکرین نے کئی رنگ دیے بلکہ کہہ سکتے ہیں کہ سب نے اپنے ہی رنگ میں پیش کیا۔ کئی جگہ تو ادب اور فن میں غلو کی حد تک لوگوں نے اپنے نظریات کی بھرمار کی ہے۔ شاید اسی لیے اقبال نے خود "تصور قومیت" کے حوالے سے کہہ دیا تھا:

"ملتوں کی نشوونما میں تصور قومیت یقیناً ایک صحت مند عنصر ہے۔ لیکن اس میں غلو کا بھی امکان ہے اور جب اس میں غلو ہوتا ہے تو ادب و فن میں وسیع انسانی عناصر کے خاتمے کا میلان پیدا ہو جاتا ہے۔" (3)

اقبال نے مغربی تصور قومیت کی جس طرح تحقیر کی ہے اس کی نظیر مشکل سے ملتی ہے۔ بات دراصل یہ ہے کہ قومیت کے نظریات میں لوگوں نے بے ہودگی کی حد تک کمی بیشی کی جس وجہ سے یہ تصورات مسخ ہو کر رہ گئے۔ مغربی آقاؤں کو اقوام کی بربادی کے لیے اس سے بہتر نسخہ نہ مل سکا۔ اس نے دیگر اقوام سے ہی ایسے فتنہ پرور تلاش کیے جن کی فطرت میں لالچ اور سازش کا مادہ پوشیدہ تھا۔ ان لوگوں کو جدیدیت اور عالمگیریت کی تعلیم کا نشہ دے کر سادہ عوام میں چھوڑ دیا گیا۔

اقبال شناس مدبرین نے اقبال کے "تصور قومیت" کے حوالے سے عوام کا شعور بیدار کرنے کی ہر ممکن کاوش کی ہے۔ اس کی چند مثالیں بھی پیش کی گئی ہیں۔ بنیادی طور پر اقبال کا "تصور قومیت" ملت اسلامیہ ہی سے منسوب ہے۔

وطنیت

اقبال نے جغرافیائی تصورِ وطنیت کے حوالہ سے متعدد جگہوں پر لکھا ہے۔ اس پر ناپسندیدگی کا اظہار بھی کیا ہے۔ اقبال کے نزدیک فلسفہ وطنیت سب سے زیادہ مہلک اور خطرناک تھا اور ان کے نزدیک یہ فلسفہ اتحاد و اتفاق کو نقصان پہنچاتا تھا۔ یہ مغربی فکر کی سازش تھی جسے مشرقی اقوام کو غلام بنانے کی خاطر متعارف کرایا گیا تھا اور آپس میں خون ریزی کو ہوا دینے کے لیے مشرق میں اتارا گیا۔

اقبال نے 1905ء سے لے کر زندگی کے آخری ایام تک اس کی کھل کر مخالفت کی۔ جس آفاقی اور کائناتی انسان کا تصور اقبال کے پیش نظر تھا یہ جغرافیائی تصور اس سے متصادم اور متضاد تھا۔ کسی بھی شخص کی بنیادی عادت یہ ہے کہ وہ اپنے وطن سے بہت محبت کرتا ہے۔ مگر یہ محبت حدود اور حصار کا پابند ہو کر دوسرے خطے کے انسانوں کے درپے آزار بن جائے تو غلط ہو گا۔ اقبال کے اس تصور کو ناقدین نے مختلف انداز سے دیکھا۔ کچھ ماہرین نے تو اس تصور کی تشریح کرتے ہوئے اقبال کو ہندوستان دشمن قرار دیا۔ پروفیسر عبدالحق اس حوالے سے وضاحت کرتے ہوئے کہتے ہیں:

"بعض نقاد مصلحت اندیشی یا جادوئے محمود کی اثر پذیری یا خود کی بے بصیری کے سبب اقبال کو وطن دشمن کہتے کہتے ہندوستان دشمن ثابت کرنے پر لگے رہے۔ حالانکہ اقبال اپنی فکر یا عمر کے کسی حصے میں بھی ہندوستان سے بے گانہ یا بے نیاز نہیں ہوئے۔ اس کی آزادی، اس کی بہبود اور قوموں کے انتشار سے رنجیدہ خاطر رہے۔ ہندوستان کی عظمت اور محبت کے جن لازوال نغموں سے ان کی شاعری گونجتی رہی۔" (4)

اقبال کو اپنے افکار کی توسیع کے لیے بہت سی مشکلات کا سامنا بھی رہا مگر وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ عوام نے اقبال کی متعین کردہ راہوں پر سفر کرنے کی ٹھانی۔ اقبال کے لیے ہندوستان دوستی اور محب وطن کی سند جاری ہونے لگی۔ اس سے ایک نئی بحث نے جنم لیا بلکہ اسے غلط فہمی کہنا زیادہ مناسب ہو گا۔ وہ یہ کہ ہندوستان کے لوگوں نے اقبال میں حب الوطنی ڈھونڈ ڈھونڈ کر اتنی زیادہ نکال لی کہ انہیں ہندوستان پرست بنانے یا ثابت کرنے پر تل گئے حالانکہ اقبال کے یہاں وطن دوستی اور وطن پرستی کا ایسا تصور کہیں بھی نظر نہیں آتا اور نہ ہی اقبال نے اپنے افکار میں اس کی آبیاری کی ہے۔ پروفیسر عبدالحق اس حوالہ سے اپنا موقف واضح کرتے ہوئے کہتے ہیں:

"اقبال وطن سے آفاق کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ اس فطری محبت کے اقرار کے بعد بنی نوع انسان کے کائناتی تصور کو نقطہ معراج کہتے ہیں۔ ان کا سفینہ فکر ہمیں ٹھہرتا ہے۔ جغرافیائی حدود کی طنائیں ٹوٹ جاتی ہیں۔" (5)

وطن سے دوستی فکرِ اقبال کی ابتدا ہے، انتہا نہیں اور ارتقائے خیال کی یہ پہلی منزل ہے اور وطن دوستی کا یہ جذبہ اقبال کے یہاں ہر دور میں پایا جاتا ہے۔ وطن پرستی سے نفرت کا جذبہ بھی دیکھا جاسکتا ہے۔ اس سب کے باوجود اقبال ہندوستان سے پر خلوص محبت کرتے تھے۔ ہندوستانی قوم کا مرثیہ کہہ لیں یا محرمیوں کا دل بھر اتمام، یہ اقبال ہی نے کیا ہے۔ ہندوستان کی پستی کا دکھ بھی اقبال کو تھا اور ہندوستان کی زبوں حالی کا بھی۔ اور پھر ہندوستان والوں نے ہی جو کچھ کیا ”جاوید نامہ“ میں ”فلکِ زحل“ پر ان کے بارے میں اقبال نے کہا کہ وہ دین کے بھی دشمن تھے اور وطن کے بھی۔ (6)

وطن سے محبت کا جذبہ فطری ہے۔ اقبال کی ابتدائی نظموں میں بھی یہ جذبہ عروج پر نظر آتا ہے۔ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ اقبال وطن پرستی کے سحر میں کھوئے ہوئے ہیں کچھ ماہرین نے اقبال کا تاثر بھی ایسا ہی پیش کیا ہے جب اقبال اتحاد و اتفاق کے لیے خاص قسم کے شوالہ کا نقشہ پیش کرتے ہیں تو ان ترانوں کو بھی حب الوطنی کے مغربی تصور کے ساتھ ملا دیا جاتا ہے۔ ان تصورات کی وضاحت کے لیے اقبال کی بیاض میں موجود ”حب الوطنی“ کے نظریات کو ذہن میں رکھنا ہو گا۔ اقبال نے لکھا ہے:

"اسلام کا ظہور، بت پرستی کے ایک احتجاج کے طور پر ہوا اور حب الوطنی بت پرستی کی ایک لطیف صورت کے سوا اور کیا ہے۔ ایک مادی شے کو معبود کا درجہ عطا کیا گیا ہے۔ اور میرے اس خیال کی تصدیق، توثیق مختلف قوموں کے وطن پرستانہ ترانے کریں گے۔ اسلام بت پرستی کی کسی شکل کو بھی برداشت نہیں کر سکا۔ یہ ہمارا ازلی وابدی نصب العین ہے کہ ہم بت پرستی کی تمام صورتوں کے خلاف احتجاج کریں اسلام نے جس چیز کا قلع قمع کیا۔ اس کو، اس کی اس عمارت کی بنیاد نہیں قرار دیا جاسکتا، جس کی حیثیت ایک ہیئتِ سیاسیہ کی ہے۔ یہ حقیقت کہ پیغمبر اسلام کا عروج اور وصال ایسے مقام پر ہوا جو ان کی جائے پیدائش نہ تھا شاید اس حقیقت کی طرف ایک پراسرار اشارہ ہے۔" (7)

اقبال وطن کو بت بنا کر پوجنے کے سخت خلاف تھے کیونکہ یہ وطن پرستی خالصتاً سیاسی تصور ہے اور اس سے فرقہ پرستی، قتل و غارت، نفرت اور خون ریزی پروان چڑھتی ہے۔ یہ ایک بت ہے اور اسے توڑ دینا چاہیے۔

وطنیت سے ملوکیت پروان چڑھتی ہے جس سے وطن کا غریب اور مزدور طبقہ برباد ہو جاتا ہے اور ساتھ ہی دیگر کئی مسائل جنم لیتے ہیں ہندوستان کی سر زمین پر مغرب کی سازش نے کامیابی سے یہ تجربہ کیا اور وہاں انار کی پھیلائی۔ وہاں اتحاد و اتفاق کی فضا کو قائم نہ رہنے دیا۔ اقبال کا محبوب وطن ہندوستان تھا اور وہ سفال ہند سے مینا و جام پیدا کرنے کی تلقین کرتے تھے۔ گاندھی نے بھی اپنے وطن سے بنی ہوئی اشیاء کے استعمال کی طرف قوم کی توجہ دلائی۔ اقبال گاندھی کی تحریک آزادی کا بھی حصہ رہے۔ پھر کچھ سیاسی مصلحتیں اور کچھ ارتقائی مراحل سے گزرتے ہوئے علیحدہ ہونا ایک الگ بات ہے مگر گاندھی کی تحریک کے اثرات اقبال پر ضرور قائم رہے۔ مغرب کے خلاف چلائی جانے والی تحریک کامیاب ہوئی اور آخر کار مغرب قوت جو انگلستانی اقتدار کی شکل میں بھارت میں موجود تھی اسے واپس جانا پڑا۔

ناقدین نے اقبال کے تصور قومیت پر انتہائی مدلل انداز سے روشنی ڈالی ہے۔ کسی بھی اختلاف سے قطع نظر اقبال کے یہی نظریات تھے۔ اقبال صرف مسلمانوں کے لیے، پاکستانیوں کے لیے حب الوطنی کی بات نہ کرتے تھے جہاں تک حب الوطنی میں اسلام کا ذکر ہے یہ ایک کلی بات ہے جبکہ ہندوستان کا ذکر صرف ایک جذوی بات ہے۔ آج کے دور میں ہم اقبال کے افکار کو پروان چڑھانے کے لیے مثبت انداز اختیار کریں۔ اپنی مرضی اور پسند کے خیالات سے اجتناب کریں۔

اقبال سیالکوٹ میں پیدا ہوئے اور لاہور میں دفن ہیں اور یہ دونوں شہر پاکستان میں ہیں اس لیے اقبال پاکستانی تھے والی بات نہیں بلکہ اقبال کے افکار پورے ہندوستانیوں کے لیے تھے۔ پروفیسر عبدالحق نے بھی اپنے مضامین میں اس بات کا خاص خیال رکھا ہے کہ اقبال کو کسی خاص مذہب سے منسلک نہ کیا جائے اور نہ ہی کسی ایک وطن میں محدود کیا جائے۔

اقبال کا مردِ مومن

زندگی پر اپنی گرفت مضبوط کرنے کی صفت اگر کسی کے پاس ہے تو وہ مردِ مومن ہی ہے۔ فکرِ اقبال میں یہ کردار بہت ہی معنی خیز اور جاندار حیثیت رکھتا ہے۔ فکرِ اقبال کا یہ کردار عرفانِ خودی کی صفت سے مالا مال ہے۔ اس پر زندگی کے اسرار و رموز عیاں ہو جاتے ہیں۔ پروفیسر عبدالحق کہتے ہیں:

"خودی جب آشکار ہوتی ہے تو ایک زندہ و جاوداں پیکر کی صورت اختیار کرتی ہے، جسے انسان کامل کہتے

ہیں۔" (8)

مثالی انسان کی تکمیل ہی خودی کے زیرِ سایہ پایہ تکمیل تک پہنچتی ہے۔ ایسا ہی مثالی انسان صحیح معنوں میں مردِ مومن ہے اور وہ خودی کا محافظ ہے۔ بندہ مومن کے ہاتھ میں اللہ کے ہاتھ کی قوت ہوتی ہے اور یہ ہاتھ اللہ کا ہاتھ اسی وقت بنتا ہے جب سبھی کاوشوں اور صلاحیتوں کو حبِ خدا اور سولہ سے سرفراز رکھے۔

مردِ مومن کی صفات میں حق گوئی پائی جاتی ہے۔ وہ بے باک ہوتا ہے۔ جرأت مند ہوتا ہے۔ اسے کسی کا خوف نہیں ہوتا۔ جیسا کہ "اسرارِ خودی" میں سید علی ہجویری نے نوجوان کو نصیحت کی تھی کہ "اپنے دل سے غیر اللہ کا خوف نکال دے" گویا مردِ مومن کی صفات میں ایسا ہونا لازم ہے۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ اسے کسی غارت گری کے لیے تیار کیا جا رہا ہے یا پھر اسے کسی ظلم اور جبر کے لیے تیار کیا جا رہا ہے بلکہ یہ جذبہ تو مجموعی طور پر بیدار کیا جا رہا ہے کہ سب میں یہ حوصلہ ہونا چاہیے۔

ایسے جوانوں کی زندگی بھی بے مثال ہوگی اور ان کا ہر قدم بھی مثبت راہوں کا پیام برہوگا۔ وہ قبیلے کے لیے افتخار کا باعث بھی بنے گا۔ اگر ضرورت پڑی تو رسمِ شبیری ادا کرنے سے بھی دریغ نہیں کریں گے۔ مردِ مومن اچھی طرح جانتا ہے کہ خانقاہی نظام فقط اندوہ اور دلگیری ہے جبکہ رسمِ شبیری ادا کرنے کے لیے ہمیں خانقاہوں سے نکلنا ہوگا۔

ظلم و جبر کی دنیا میں جب انسان کا استحصال ہوتا ہو، غریب کی آواز دبائی جاتی ہو، لکھنے کے لیے ہاتھ اور قلم پر پابندی ہو، بولنے کے لیے زبانیں بند کر دی جائیں تو ان آزمائش کے حالات میں رشید احمد صدیقی کہتے ہیں کہ "ہر آزمائش کے وقت ہمارا رخ کر بلا کی طرف ہونا چاہیے کوفہ کی طرف نہیں۔" (9)

ان حالات میں وقت آتا ہے باطل قوتوں سے مقابلہ کرنے کا یہاں وہ جذبہ درکار ہے جو ایک مرد مومن کی صفت ہے۔ اقبال نے "فلسفہ خودی" کے ذریعے اور "رموز بے خودی" کے زیر سایہ جس نوجوان کی تربیت کی تھی اس کی ضرورت اب پڑتی ہے۔ اور اُس مثالی مرد مومن کی مثال کے طور پر حضرت امام حسینؑ کی شخصیت کو دیکھا جاسکتا ہے۔ پروفیسر عبدالحق کہتے ہیں:

"حضرت حسینؑ کی ذات والا صفات باطل طاقتوں سے ان کی جنگ آزمائی اور شہادت سے برآمد ہونے والے نتائج اقبال کے قلب و نظر میں ہمیشہ طوفان و تلاطم برپا کرتے رہے ہیں۔ ان کی مثالی شخصیت اقبال کے مرد مومن کے لیے تصورات کی بنیاد فراہم کرتی ہے۔" (10)

مرد مومن میں حسن و جمال اور جاہ و جلال کی صفات بیک وقت نظر آتی ہیں۔ متضاد ہونے کے باوجود ان صفات کو ایک دوسرے سے علیحدہ کرنا ممکن نہیں۔ خوبیاں چاہے درویشانہ ہوں یا قاہرانہ، شاہانہ ہوں یا پھر دلبرانہ، سچے اور کھرے انسان میں ان کا آجانا، اس کی حیثیت عام انسانوں سے مختلف بنا دیتا ہے۔ وہ نرم و گرم کا حسین پیکر بن جاتا ہے۔ اس کا جسم بھی قوی ہوتا ہے اور اس جسم میں درد آشنادل اسے مثالی انسان بنا دیتا ہے۔ پروفیسر عبدالحق کہتے ہیں:

"خودی اور اس کی جملہ صفات کا حامل اقبال کی اصطلاح میں مرد مومن ہے جس کے کردار و گفتار اور عناصر ترکیبی میں دو صفات بدرجہ غایت موجود ہیں۔ انہیں عناصر ترکیبی سے اقبال کا جمالیاتی تصور ابھرتا ہے جسے انہوں نے فن اور فطرت کے پس منظر میں شعری بلاغت کے ساتھ ظاہر کیا ہے۔ جلال و جمال کے اتصال سے مرد مومن اور نظریہ فن بھی مربوط ہوتا ہے۔" (11)

پروفیسر عبدالحق نے اقبال کی طویل نظموں کے حوالے سے بھی خاص رائے کا اظہار کیا ہے طویل نظموں کے عنوان کو رد کر دیا جائے اور ہر بند پر علیحدہ علیحدہ غور کیا جائے تو ہر بند ایک غزل کی صورت اختیار کر لیتا ہے۔ آپ نے طویل نظم "مسجد قرطبہ" کی تقسیم میں دو غزلیات بہ عنوان "مرد کامل" کے حوالہ سے کیا خوب کہا ہے:

"اقبال نے آہنگ سے ایک اور کام لیا ہے۔ ان کی طویل اور مشہور نظموں کے مختلف بندوں کو لیجیے۔ ہر بند میں ایک نیا موضوع ہے۔ مثلاً مسجد قرطبہ کو لیجیے۔ پہلا بند زمان و مکالم سے متعلق ہے۔ دوسرا عشق کی ابدیت پر مشتمل ہے۔ اس طرح سے دوسرے بند بھی ہیں۔" (12)

اس طرح غور کیا جائے، اقبال کے کلام سے مرد مومن کی صفات کے لیے بہت سے اشعار ڈھونڈے جاسکتے ہیں۔ اس لیے مرد مومن کا تصور خیالی نہیں بلکہ حقیقی ہے۔ یہ مرد مومن اعلیٰ صفات سے متصف ہے جو دوستوں کی محفل میں انتہائی نرم خو ہے اور دشمنوں کے لیے سیسہ پلائی پوئی دیوار ہے:

ہو حلقہٴ یاراں تو بریشم کی طرح نرم
 رزم حق و باطل ہو تو فولاد ہے مومن (13)

فکرِ اقبال کے معنی خیز افکار عصرِ رواں میں انتہائی اہمیت کے حامل ہیں۔ ان پر عمل پیرا ہونا وقت کی اہم ضرورت ہے۔ نسل نو کے لیے ان نظریات کا مطالعہ علم و آگہی کے نئے امکانات کا باعث ہے۔

حوالہ جات

1. عبدالحق، پروفیسر، اقبال کے ابتدائی افکار، فکری سرگذشت (دہلی: جمال پرنٹنگ پریس، 1969ء)، 40۔
2. عبدالحق، پروفیسر، تنقیدِ اقبال اور دوسرے مضامین، فکرِ اقبال کی سرگذشت کا دوسرا دور (دہلی: جمال پرنٹنگ پریس، 1976ء)، 20۔
3. جاوید اقبال، ڈاکٹر، اقبال بکھرے خیالات، مترجم، پروفیسر عبدالحق (نئی دہلی: اسیلا آفسٹ پرنٹس، 2015ء)، 93۔
4. عبدالحق، پروفیسر، فکرِ اقبال کی سرگذشت (جون پور۔ یو۔ پی۔ رحمان منزل بلوا گھاٹ، 1989ء)، 144۔
5. عبدالحق، پروفیسر، فکرِ اقبال کی سرگذشت، 145۔
6. اقبال، کلیاتِ اقبال فارسی، جاوید نامہ، فلکِ زحل (لاہور: شیخ غلام علی اینڈ سنز، سن)، 730۔
7. جاوید اقبال، ڈاکٹر، اقبال بکھرے خیالات، مترجم پروفیسر عبدالحق، 60۔
8. عبدالحق، پروفیسر، اقبال کا حرفِ شیریں، اقبال اور تعلیم و تربیت (نئی دہلی: اسیلا پریس دریا گنج، 2014ء)، 55۔
9. عبدالحق، پروفیسر، اقبال اور اقبالیات، اقبال اور مقامِ شبیری (سری نگر: میزبان پبلشرز، رجسٹرڈ، 2009ء)، 16۔
10. عبدالحق، پروفیسر، اقبال اور اقبالیات، اقبال اور مقامِ شبیری، 11۔
11. عبدالحق، پروفیسر، تنقیدِ اقبال اور دوسرے مضامین، مطالعہ اقبال کے چند اسلامی پہلو، 21۔
12. عبدالحق، پروفیسر، اقبال اور اقبالیات، اقبال کا شعری آہنگ، 41۔
13. اقبال، کلیاتِ اقبال اردو، ضربِ کلیم، مومن، 558۔

References in Roman Script

1. Abdul Haq, Professor, Iqbal Ky Ibtadai Ifkar, Fikri Sarguzasht (Delhi: Jamal Printing Press, 1969), 40.
2. Abdul Haq, Professor, Tanqid-e-Iqbal aur dosry Mzameen, Fikr-e-Iqbal ki sarguzasht ka dosra daur (Delhi: Jamal Printing Press, 1976), 20.
3. Javed Iqbal, Dr, Bikhry Khialat, (Translator), Prof. Abdul Haq (New Delhi: Asila Offset Prints, 2015), 93.

4. Abdul Haq, Professor, Fikr-e-Iqbal ki Sarguzasht (Jaunpur U.P: Rehman Manzil Balwa Ghat, 1989), 144.
5. Abdul Haq, Professor, Fikr-e-Iqbal ki Sarguzasht, 145.
6. Iqbal, Kulyat-e-Iqbal Farsi, Javed Nama, Falak-e-Zahl (Lahore: Sheikh Ghulam Ali and Sons, S.N), 730.
7. Javed Iqbal, Dr, Bikhry Khialat, 60.
8. Abdul Haq, Professor, Iqbal ka Harf-e-Sheerin, Iqbal aur Taaleem o Tarbyat (New Delhi: Asila Press, Darya Ganj, 2014), 55.
9. Abdul Haq, Professor, Iqbal aur Iqbalyat, Iqbal aur Muqam-e-Shabiri (Srinagar: Meezan Publishers, (Rgd), 2nd edition 2009), 16.
10. Abdul Haq, Professor, Iqbal aur Iqbalyat, Iqbal aur Muqam-e-Shabiri, 11.
11. Abdul Haq, Professor, Tanqid-e-Iqbal aur dosry Mzameen, 21.
12. Abdul Haq, Professor, Iqbal aur Iqbaliyat, Iqbal ka Sheahri Ahng, 41.
13. Iqbal, Kulyat-e-Iqbal Urdu, Zarb-e-Kaleem, Momin, 558.